روزنامہ

1913ء سے جاری شدہ

FR-10

الفضل

The ALFAZL Daily

ٹیلی فون نمبر 047-6213029

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

ہفتہ 24 مئی 2014ء 24 رجب 1435 ہجری 24 ہجرت 1393 ہش جلد 64-99 نمبر 118

والدین جب شرک کے لئے جھگڑیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

اور ہم نے انسان کو تاکیدی نصیحت کی کہ اپنے والدین سے حسن سلوک کرے اور (کہا کہ) اگر وہ تجھ سے جھگڑیں کہ تو میرا شریک ٹھہرائے، جس کا تجھے کوئی علم نہیں، تو پھر ان دونوں کی اطاعت نہ کر۔ میری ہی طرف تمہارا لوٹ کر آنا ہے پس میں تمہیں ان باتوں سے آگاہ کروں گا جو تم کرتے رہے ہو۔ (سورۃ العنکبوت:9)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

انسانی تغیرات کے وقت جب نیکی کی طرف انسان کے تغیر ہوتے ہیں۔ تو خدا بھی ایک نئی تجلی سے اس پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور ہر ایک ترقی یافتہ حالت کے وقت جو انسان سے ظہور میں آتی ہے خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلی بھی ایک ترقی کے ساتھ ظاہر ہوتی ہے وہ خارق عادت قدرت اسی جگہ دکھلاتا ہے جہاں خارق عادت تبدیلی ظاہر ہوتی ہے۔ خوارق اور معجزات کی یہی جڑھ ہے۔ یہ خدا ہے جو ہمارے سلسلہ کی شرط ہے۔ اس پر ایمان لاؤ۔ اور اپنے نفس پر اور اپنے آراموں پر اور اپنے کل تعلقات پر اس کو مقدم رکھو۔ اور عملی طور پر بہادری کے ساتھ اس کی راہ میں صدق و وفا دکھلاؤ۔ دنیا اپنے اسباب اور اپنے عزیزوں پر اس کو مقدم نہیں رکھتی مگر تم اس کو مقدم رکھو تا تم آسمان پر اس کی جماعت لکھے جاؤ۔ رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اُس حالت میں اِس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اُس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں۔ اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے۔ کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کا طالب ہو جائے اور اس کی قضاو قدر پر ناراض نہ ہو۔ سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو۔ اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔

(کشتی نوح ۔ روحانی خزائن جلد 19 ص 11)

نماز کا کیا فائدہ؟

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

''اس نماز یا روزہ سے کیا فائدہ ہوگا جبکہ اسی (بیت) میں نماز پڑھی اور وہیں کسی دوسرے کی شکایت اور گلہ کر دیا۔ یا رات کو چوری کر لی۔ کسی کے مال یا امانت میں خیانت کر لی۔ کسی کی شان پر جو خدا تعالیٰ نے اسے عطا کی ہے بخل یا حسد کی وجہ سے حملہ کر دیا۔ کسی کی آبرو پر حملہ کر دیا۔ غرض اس قسم کے عیبوں اور برائیوں میں اگر مبتلا کا مبتلا رہا تو تم ہی بتاؤ اس نماز نے اس کو کیا فائدہ پہنچایا؟''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 656)

(مرسلہ: نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2014ء)

واقفین نو توجہ فرمائیں

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 18 جنوری 2013ء میں ارشاد فرمایا۔

''جامعہ میں جانے والوں کی تعداد واقفین نو میں زیادہ ہونی چاہیے۔''

میٹرک اور ایف اے/ایف ایس سی کا رزلٹ آنے والا ہے۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے معیار پر پورا اترنے والے واقفین نو کی خدمت میں درخواست ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مندرجہ بالا ارشاد کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ واقفین نو جامعہ احمدیہ میں داخلہ کیلئے محترم وکیل التعلیم صاحب تحریک جدید ربوہ کے نام اپنی درخواستیں بھجوائیں۔

(وکیل وقف نو ربوہ)

ماہر امراض معدہ وجگر کی آمد

مکرم ڈاکٹر محمد محمود شیخ صاحب ماہر امراض معدہ وجگر مورخہ 25 مئی 2014ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مریضوں کا معائنہ کریں گے۔ ضرورت منداحباب وخواتین سے گزارش ہے کہ وہ ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمات سے استفادہ کے لئے ہسپتال تشریف لائیں اور پرچی روم سے اپنی پرچی بنوا لیں۔ مزید معلومات کے لئے استقبالیہ سے رجوع فرمائیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

پریس ریلیز

2013ء احمدیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کا سلسلہ مزید بڑھ گیا

محض عقیدہ کے اختلاف کی بنا پر 7 احمدی قتل کئے گئے جبکہ 16 احمدیوں پر منظّم قاتلانہ حملے کئے گئے

احمدیوں کے بنیادی انسانی حقوق فوری بحال کئے جائیں۔ احمدیوں کے خلاف امتیازی قوانین ختم کئے جائیں

ترجمان جماعت احمدیہ مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ کا بیان

چناب نگر ربوہ (پ ر) جماعت احمدیہ پاکستان کے ترجمان مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ نے جماعت احمدیہ کے خلاف 2013ء کے دوران ہونے والے ظلم وستم پر مبنی سالانہ رپورٹ پریس کو جاری کرتے ہوئے بتایا کہ اس سال احمدیوں کے خلاف جاری نفرت و تشدد کی لہر میں نمایاں اضافہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ اس سال 7 احمدیوں کو محض عقیدہ کی بنیاد پر قتل کیا گیا جس میں کراچی میں ایک ہی خاندان کے تین افراد یکے بعد دیگرے ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بنائے گئے۔ وہ سلسلہ جو جماعت احمدیہ پر مظالم اور ایذا رسانی کا طویل عرصے سے جاری ہے اپنی انتہا کو پہنچ رہا ہے۔ جبکہ قانون نافذ کرنے والے ادارے معاندین کے ہاتھوں میں مسلسل کھیل رہے ہیں۔ احمدیوں کی عبادتگاہوں کی بے حرمتی کا معاملہ ہو یا قبروں کی پامالی کا، کسی ایک موقع پر بھی انتظامیہ نے قانون کے مطابق اصولی کارروائی کرنے کی بجائے انتہاپسندوں کے سامنے جھک جانے میں ہی عافیت سمجھی جو پاکستان میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کے مقابلے میں ریاست کی کمزوری کی نشاندہی کرتی ہے۔

ترجمان نے کہا کہ احمدیوں کے حوالے سے کی گئی امتیازی قانون سازی کو آڑ بنا کر حکومت نے انتہاپسندوں کے آگے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 1984ء کے امتیازی قوانین بنیادی انسانی حقوق کی شدید خلاف ورزی ہیں اور آئین پاکستان نیز قائداعظمؒ کے تصور پاکستان کی روح کے منافی ہیں، لہٰذا ان قوانین کو فوری طور پر ختم کیا جائے اور لاکھوں پاکستانی احمدیوں کے انسانی حقوق بحال کئے جائیں جو بحیثیت پاکستانی ان کا حق ہے۔ جماعت احمدیہ کے ترجمان کے مطابق 1984ء کے بدنام زمانہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے جاری ہونے کے بعد سے اب تک احمدیوں کو سیاسی، سماجی اور قانونی طور پر امتیازی سلوک کا سامنا ہے جو ایک معاشرے کے افراد کے یکساں اور مساوی بنیادی حق کی نفی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ان امتیازی قوانین کے جاری ہونے کے بعد سے 31 دسمبر 2013ء تک 237 احمدی عقیدہ کے اختلاف پر قتل کئے جا چکے ہیں۔ جبکہ 193 احمدیوں پر قاتلانہ حملے کئے گئے 27 عبادت گاہوں کو مسمار کیا گیا جبکہ 31 کو انتظامیہ نے سیل کر دیا۔ 16 عبادت گاہوں پر مخالفین نے غیر قانونی طور پر قبضہ کر لیا۔ 37 افراد کی تدفین کے بعد قبر کھود ڈالی گئی اور 61 احمدیوں کی مشترکہ قبرستان میں تدفین نہیں ہونے دی گئی۔ ترجمان نے کہا کہ احمدیوں کی زندگیاں تو پہلے بھی محفوظ نہیں تھیں اب دنیا سے گزرنے والے احمدی بھی معاندین اور انتظامیہ کی مشق ستم کا نشانہ بن رہے ہیں۔

ترجمان نے کہا کہ سال 2013ء کے دوران بھی معاندین نے پولیس کو استعمال کرتے ہوئے احمدیوں کی عبادت گاہوں پر سے کلمہ طیبہ شہید کرایا۔ جبکہ بعض احمدیوں کے گھروں میں جا کر وہاں سے قرانی آیات کو اتارا گیا۔ اسی طرح مخالفین کو خوش کرنے کے لئے متعدد ایسی غیر قانونی کارروائیاں کیں جو سراسر اختیارات سے تجاوز اور توہین آمیز تھیں۔ انہوں نے کہا کہ وطن عزیز میں بڑھتی ہوئی لاقانونیت پر قابو پانا قانون نافذ کرنے والے اداروں کی پہلی ترجیح ہونا چاہئے جبکہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ پولیس کے پاس سوائے احمدیوں کو ہراساں کر کے غیر قانونی اقدامات کرنے کے کوئی کام ہی نہیں۔ ملک میں عموماً اور پنجاب اور سندھ میں خصوصاً ایسا شر انگیز لٹریچر کھلے عام شائع کر کے تقسیم کیا جا رہا ہے جس میں احمدیوں کے سماجی و معاشی بائیکاٹ سے لے کر قتل تک کی ترغیب دی جا رہی ہے جس کے نتیجے میں متعدد ناخوشگوار واقعات رونما ہو چکے ہیں۔ سرکاری انتظامیہ کی اس ضمن میں معنی خیز خاموشی کا حکومتی سرپرستی کے سوا کیا مطلب ہے؟؟؟

ترجمان نے کہا کہ 2013ء میں بھی احمدیوں کی مذہبی آزادی اور انسانی حقوق کو حسب سابق پامال کیا جاتا رہا۔ راولپنڈی میں احمدیوں کو عید کی نماز کی ادائیگی سے بھی روک دیا گیا۔ اسی طرح ملک کے دیگر حصوں میں بھی احمدیوں کی عبادت گاہیں مخالفین کا نشانہ بنی رہیں۔ ترجمان نے کہا کہ حکومت جو بظاہر آزادی اظہار کا پرچار کرتی ہے، نے بلاجواز احمدیہ مطبوعات کے ڈیکلریشن کے خلاف قانونی کارروائی کی اور رسالہ مصباح اور پاکستان کے قدیم ترین اردو اخبار روزنامہ الفضل کی اشاعت میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔ جو خالصتاً احمدی افراد کے لئے شائع ہوتے ہیں۔

ترجمان جماعت احمدیہ کے مطابق سال 2013ء کے دوران بھی ربوہ میں جہاں 95% احمدی آباد ہیں احمدیوں کو کسی قسم کے مذہبی اجتماع یا جلسہ کی اجازت نہ دی گئی۔ یہاں تک کہ احمدیوں کو کھیلوں کے پروگرام کھلے عام منعقد کرنے کی آزادی نہیں۔ جب کہ معاندین کو کھلے عام اجازت دی گئی کہ وہ ربوہ سے باہر کے افراد کو ربوہ میں جمع کر کے جب چاہیں جہاں چاہیں جلسہ کریں اور ربوہ میں جلوس نکالیں چنانچہ احمدی مخالف تنظیموں نے ربوہ میں آ کر جلسے کئے جن میں احمدی اکابرین کو غلیظ گالیاں دی گئیں اور حاضرین کو اکسایا کہ وہ احمدیوں کو قتل کریں۔ ایسے عناصر کے خلاف کسی قسم کی قانونی کارروائی دیکھنے میں نہیں آئی۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے تعلیمی میدان میں احمدیوں کے ساتھ کی جانے والی ناانصافیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ 70 کی دہائی میں حکومت وقت نے تعلیمی ادارے بھی قومیا لئے تھے جن میں جماعت احمدیہ کے تعلیمی ادارے بھی شامل تھے۔ ڈی نیشنلائزیشن کی پالیسی کے نفاذ کے بعد جماعت نے سرکاری قواعد و ضوابط کے مطابق خطیر رقم سرکاری خزانے میں اپنے تعلیمی اداروں کی واپسی کے لئے جمع کرائی۔ مگر حکومت نے آج تک جماعت احمدیہ کے تعلیمی ادارے واپس نہیں کئے جبکہ اسی پالیسی کے تحت متعدد تعلیمی ادارے ان کے اصل مالکان کو واپس ہو چکے ہیں۔ عقیدے کے اختلاف کو بنیاد بنا کر صرف احمدیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کب تک جاری رہے گا؟؟؟

ترجمان نے کہا کہ آج فرقہ واریت، قتل و غارت گری اور انتشار اپنے عروج پر ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس بھیانک صورتحال کے نکتہ آغاز پر غور کیا جائے، جب ریاست نے مذہب میں مداخلت کی اور امتیازی قوانین بنائے۔ پاکستان میں مذہبی انتہا پسندوں کے ہاتھوں امن و امان کی بگڑتی صورتحال مذہبی معاملات میں ریاست کی مداخلت کا شاخسانہ ہے۔ آج حالات میں بہتری لانے کے لئے لازم ہے کہ ایسے امتیازی قوانین کو کالعدم قرار دیا جائے جن کے نفاذ نے پاکستان کا تشخص تباہ کر دیا ہے۔

ترجمان جماعت احمدیہ نے پاکستان کے انصاف پسند حلقوں سے کہا ہے کہ وہ حکومت پر زور دیں کہ وہ مذہبی تعصّبات کے خاتمے کے لئے مؤثر اقدامات کریں تا کہ وطن میں فرقہ واریت اور تعصب کا خاتمہ ہو سکے اور ہمارا پیارا پاکستان حقیقی ترقی اور امن و سلامتی کی راہوں پر گامزن ہو سکے۔

☆............☆............☆

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ .... مطبع: ضیاء الاسلام پریس .... مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ .... قیمت 5 روپے

مکرم مرزا نصیر احمد صاحب چٹھی مسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث۔ خدا کا منتخب بندہ

حضور کی دعاؤں کی قبولیت اور قوت قدسیہ کے معجزات

قسط دوم آخر

1973ء کے کسی مہینہ کی بات ہے شاید مئی، جون کی۔ ایک روز محترم مولانا کلیم صاحب نے دفتر میں مجھے یاد فرمایا۔ خاکسار حاضر ہوا تو کہنے لگے کہ ابھی Castle Osu سے فون آیا تھا۔ جنرل اچمپانگ خود فون پر تھے اور انہوں نے اکرا حاضر ہونے کو کہا ہے۔ بات ذرا پریشانی کی تھی ایک افریقن سربراہ مملکت بلا رہا تھا اور وجہ معلوم نہ تھی۔ فرمانے لگے کہ پہلے سیکرٹری کا فون آیا اس نے کہا کہ میں اوسُو کیسل (یہ اکرا میں انگریزوں کے زمانہ کا بنا ہوا قلعہ نما محل تھا جس میں سربراہ مملکت بیٹھا کرتا تھا) سے بول رہا ہوں۔ سربراہ مملکت جناب جنرل اچمپانگ آپ سے یعنی مولانا کلیم صاحب سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ فوراً ہی جنرل صاحب لائن پر آ گئے اور کہنے لگے کہ مسٹر اے یو کلیم ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں فرمایئے میں حاضر ہوں کہنے لگے کہ مجھے آپ سے ضروری کام ہے فون پر بات نہیں ہوسکتی۔ کیا کل اکرا آسکتے ہو؟ میں نے کہا کہ کل تو میں بہت مصروف ہوں پرسوں آسکتا ہوں دراصل اخبار ''گائیڈنس'' کا کچھ ضروری کام انجام دینا تھا مگر یہاں معذرت کسی اور وجہ سے کر رہے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ ایک دن مزید وقت مل جائے تا فوری طور پر حضور انور کو اطلاع دے کر دعا کروا سکیں۔ حضور انور ان دنوں یا تو لندن میں تھے یا پھر لندن کا پروگرام بن رہا تھا۔ چنانچہ جنرل صاحب نے کہا ہے کہ ٹھیک ہے پرسوں میں تمہارا انتظار کروں گا سیدھے میرے دفتر میں آ جانا۔

یہ بتا کر مولانا کلیم صاحب فرمانے لگے کہ اب بتاؤ کہ کیا کرنا ہے میں نے عرض کیا کہ بات وہی ہے جو آپ نے سوچ رکھی ہے۔ ابھی فوری طور پر ٹیلیگرام ڈرافٹ کر کے حضرت اقدس کی خدمت میں روانہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وقت ٹیلیگرام حضور انور کی خدمت میں روانہ کر دیا گیا۔ غالباً وہاں سے جواب بھی آ گیا کہ فکر تو ہے مگر دعا کر رہے ہیں۔ اس سے اگلے روز کو چھوڑ کر ایک روز بعد مولانا کلیم صاحب اوسُو کیسل پہنچ گئے۔ وہاں سب کو منتظر پایا سیکرٹری نے فوراً ہی اندر اطلاع دی اور پھر مولانا کلیم صاحب جنرل صاحب کے دفتر بلا لئے گئے۔ اس وقت جنرل صاحب کسی رکن حکومت یا کسی اور بڑی شخصیت سے مصروف گفتگو تھے۔

جنرل صاحب نے ان کو فوراً فارغ کر دیا اور مولانا صاحب سے کہا کہ تشریف رکھیں۔ وہاں ایک سیکیورٹی والا موجود تھا، جنرل صاحب نے اسے بھی باہر بھیج دیا اور پھر مولانا صاحب سے حال احوال وغیرہ پوچھنے کے بعد کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ میں نے تمہیں دعا کی غرض سے بلایا ہے۔ مجھے معلوم ہوا کہ کچھ عناصر میری حکومت کا تختہ الٹانے کی سازش میں مصروف ہیں اور میری درخواست یہ ہے کہ میری طرف سے حضرت صاحب یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کو دعا کے لئے لکھیں تا کہ وہ میرے لئے دعا کریں اور تم خود بھی دعا کرو۔ اس کے بعد جب مولانا صاحب اٹھنے لگے تو جنرل صاحب نے ایک رقم بھی نوٹ کی شکل میں پیش کی اور کہا کہ یہ میری طرف سے تحفہ قبول کر لو۔ مولانا نے بہت پس و پیش کیا مگر جنرل صاحب جس اخلاص کے ساتھ اصرار کر رہے تھے اسے رد کرنا مولانا صاحب کے لئے ممکن نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے وہ رقم قبول کر لی۔ وہاں سے اٹھے اور سیدھے بازار چلے گئے۔ مشن ہاؤس سالٹ پانڈ کا گیس کا چولہا بڑے لمبے عرصہ سے ان کی اہلیہ کو زچ کئے ہوئے تھا مگر بجٹ میں گنجائش پیدا کروانا یہ مولانا کلیم صاحب کی اہلیہ صاحبہ جن کو ہم سب ''خالہ جان'' کہتے تھے کے بس کا روگ نہ تھا۔ مشن کے پیسے کے معاملہ میں حضرت مولانا صاحب بہت سخت گیر تھے ان سے مشن کا پیسہ نکلوا لینا بہت مشکل تھا۔ مگر اب جبکہ رقم مولوی صاحب کو ایک دوسرے ذریعہ سے ملی تو بھی اسے اپنی جیب میں ڈالنے کی بجائے سیدھے بازار کا رخ کیا اور شام کو جب اکرا سے واپس لوٹے تو ایک نیا شاندار چولہا جو تقریباً اسی رقم کے برابر کی قیمت کا ہوگا ہمراہ لے آئے۔ یقیناً ''خالہ جان'' نے بھی درد دل سے بھری ہوئی دعائیں کی ہوں گی۔ حضرت مولوی صاحب نے اکرا سے آتے ہی خاکسار کو پھر یاد فرمایا اور ہم نے ایک نیا ٹیلی گرام ڈرافٹ کر کے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست ارسال کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی دعاؤں کی برکت سے وہ سازشی پکڑوا دیئے۔ سازش ناکام ہوگئی اور جنرل صاحب بچ گئے۔ (ان متعدد سازشوں کا ذکر گھانا کی تاریخوں میں بھی ہے جن سے جنرل صاحب مسلسل بچ جاتے رہے اور یہ 1973ء کی بات ہے)

1972ء تک گھانا میں مجلس نصرت جہاں کے تحت دو نئی جگہوں پر سیکنڈری سکول کھل چکے تھے اور چار ہسپتال بھی۔ 1970ء میں جب حضور نے مغربی افریقہ کے دورہ کے دوران اللہ تعالیٰ کے اشارہ پر مجلس نصرت جہاں کی سکیم جاری فرمائی تو اس وقت گھانا میں اس دورے کے دوران محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب امیر اور مربی انچارج تھے اور محترم مولانا بشارت احمد بشیر صاحب کی تقرری ان کی جگہ ہو چکی تھی اور وہ چارج لینے کے لئے گھانا پہنچ چکے تھے۔ تاہم اس دورے کی تمام ذمہ داریاں مکرم مولانا کلیم صاحب نے ہی سرانجام دیں اور اس کے جلد بعد آپ واپس پاکستان کے لئے روانہ ہو گئے اور مشن کا چارج مکرم مولانا بشیر صاحب کے سپرد کر آئے۔ لہٰذا اس سکیم کے تحت جتنے بھی سکول اور ہسپتال کھلے ان کی بنیاد مکرم مولانا بشیر صاحب نے رکھی۔ مولانا کلیم صاحب کو تقریباً ڈیڑھ، پونے دو سال بعد حضور نے دوبارہ مع اہلیہ و ایک بیٹی گھانا بھجوایا۔ اس دوران سویڈرو، کوکوفو، ٹیچی مان اور اسوکورے (Erokosa) میں چاروں ہسپتال اپنا کام شروع کر چکے تھے اور یہ کام مولانا بشیر صاحب نے بڑی ہمت سے کر دکھایا تھا۔ گو جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے جنوری 1972ء میں فوجی حکومت نے سویڈرو کا ہسپتال بند کر دیا تھا جو مولانا کلیم صاحب کی واپسی کے بعد کھلا۔ اسی طرح مولانا بشیر صاحب نے نہایت کامیابی سے ایک گرلز سیکنڈری سکول وا میں اور ایک سول فوبینا میں بھی کھول دیا تھا جو فنکشن کر رہے تھے علاوہ ازیں گوموا پوٹسن (نزد سویڈرو) اور اسارچر (اکرا، کیپ کوسٹ روڈ پر واقع ایک گاؤں) میں دو سیکنڈری سکولوں کا پروگرام بھی بن چکا تھا۔ مگر یہاں باقاعدہ طور پر سکول ابھی قائم نہیں ہوئے تھے۔ ان دو سکولوں کا آغاز محترم مولانا کلیم صاحب نے 1972ء میں کیا جبکہ ان دونوں سکولوں کے لئے اساتذہ کرام پاکستان سے تشریف لائے گوموا پوٹسن کے لئے مکرم چوہدری شریف احمد صاحب اور اسارچر کے لئے مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب۔ ان سکولوں کا آغاز بھی عدم سے وجود میں لانے کے برابر تھا لیکن دونوں اساتذہ نے مکرم مولانا کلیم صاحب کی سرکردگی اور راہنمائی میں بہت اچھا کام کر دکھایا اور بہت ناگفتہ بہ حالات میں سکول شروع کئے۔ ان کی ہمت و عزم اسی طرح دیگر تمام اساتذہ کرام اور ڈاکٹر صاحبان کی عزم و ہمت کی داد دینی پڑتی ہے۔ مگر اس کی تفصیل کا یہ مضمون اس وقت متحمل نہیں ہوسکتا۔ واقعہ جو بیان کرنا ہے اس کے ساتھ اسارچر کا ذرا تھوڑا سا تعلق ہے۔ اسارچر اکرا سے سالٹ پانڈ (نیز کیپ کوسٹ اور ٹاکوارڈی جانے والی) Coastal Road پر اکرا سے تقریباً 54 میل اور سالٹ پانڈ سے تقریباً 16 میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ وہی سکول ہے جہاں سے مکرم چوہدری نصیر احمد صاحب کی 1980ء میں وقت کی تکمیل پر روانگی کے بعد ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بطور ہیڈ ماسٹر Takeover کیا تھا۔ 1972ء سے 1979ء تک جب تک خاکسار سالٹ پانڈ میں مقیم رہا اکثر و بیشتر چوہدری نصیر احمد صاحب کے ہاں آنا جانا لگا رہتا تھا۔ کبھی وہ تشریف لے آتے اور کبھی خاکسار ان کے ہاں چلا جاتا۔ فیملی ابھی ان کی بھی نہیں آئی تھی، نہ ہی میری فیملی ابھی آئی تھی۔ ہمارے پاس کار بھی نہ تھی لہٰذا پبلک ٹرانسپورٹ پر انحصار تھا جو بہت کم دستیاب ہوتی تھی۔ بلکہ بعض اوقات سڑک پر کھڑے ہو کر گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا۔ بعض اوقات لفٹ بھی مل جاتی مگر وہ شاذ ہی ہوتی تھی۔ اسارچر (Riykrasse) کا گاؤں بڑی سڑک سے تقریباً ایک ڈیڑھ فرلانگ ہٹ کر ہے۔ ایک مرتبہ خاکسار مکرم چوہدری صاحب سے ملنے اسارچر چلا گیا۔ وہاں سے واپسی پر تقریباً شام ہو گئی، سورج غروب ہو رہا تھا، چوہدری نصیر صاحب مجھے الوداع کہنے کے لئے میرے ساتھ پیدل ہی گاؤں سے چل کر بڑی سڑک تک آ گئے اور ہم دونوں سڑک پر اکرا کی طرف سے آنے والی کسی بس وغیرہ کے انتظار میں کھڑے ہو گئے۔ اندھیرا بڑھنے کا اندیشہ تھا اس لئے فکر بھی پیدا ہونی شروع ہوئی کیونکہ چاروں طرف گھنا جنگل تھا اور اندھیرا پھیلتے ہی ہر قسم کے چھوٹے بڑے سانپ اور بڑے بڑے بچھو بھی سڑک پر نکل آتے تھے۔ جتنی بھی ٹرانسپورٹ اکرا کی طرف سے آتی وہ سواریوں سے بھری ہوئی ہوتی تھی لہٰذا کوئی بھی ڈرائیور لفٹ نہیں کرا رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ گو ہمیشہ ہی کوئی نہ کوئی بندوبست کر دیتا تھا مگر اندھیرا پھیلنے کے ساتھ فکر بڑھنی لازمی بات تھی۔ چوہدری صاحب کہنے لگے کہ دیکھتے ہیں کہ آج اللہ تعالیٰ تمہاری کیسے مدد کرتا ہے۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ اکرا سے آنے والی ایک کار ہمارے سامنے سے گزری۔ ہم لوگ کاروں کو ویسے ہی نظر انداز کر رہے تھے کیونکہ وہ تو پرائیویٹ گاڑیاں ہوتی ہیں ان سے نہ تو لفٹ مانگی جاسکتی تھی اور نہ ہی مناسب تھا۔ ہمیں دراصل ابھی امید تھی کہ شاید کوئی نہ کوئی منی بس اکرا سے آنے والی مل جائے گی لہٰذا کاروں کی طرف ابھی دھیان گیا ہی نہ تھا۔ گو بعد میں اندھیرا ہونے پر اضطراری حالت میں ہم لوگ پرائیویٹ کار والوں سے بھی لفٹ مانگنے پر مجبور ہو سکتے تھے بہرحال یہ کار سامنے سے گزر گئی اور ہم نے کوئی دھیان نہ دیا مگر چند گز آگے جا کر اس کے ڈرائیور نے اچانک بڑی شدت سے بریک لگائی اور کار ایک آواز کے ساتھ رک گئی اور پھر کار Reverse ہو کر پیچھے آئی اور ہمارے سامنے آ کر رک گئی۔ کار کے ڈرائیور نے کھڑکی میں سے جھانک کر پوچھا کہ آپ نے کہاں جانا ہے؟ میں

نے کہا کہ صرف میں نے جانا ہے اور سالٹ پانڈ اترنا ہے۔ اس نے کہا کہ میں ٹاکوراڈی جارہا ہوں اگر تم مناسب سمجھو تو میں تمہیں سالٹ پانڈ سے باہر مین روڈ پر اتار دوں گا، کیا وہاں سے تم آگے چل کر جاسکتے ہو؟ سالٹ پانڈ کو اس سڑک سے دو Exit نکلتے تھے مشرقی جانب والا نسبتاً دور تھا اور مغربی سمت والا میرے گھر کے قریب تھا میں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ مجھے مغربی سمت کے Exit پر اتار دیں وہاں سے میں پیدل چلا جاؤں گا۔ چنانچہ اس نے اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ایک عزیز کو پیچھے بھجوا دیا اور مجھے اپنے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ جانے کو کہا۔ میں نے چوہدری صاحب کی طرف دیکھا ہم دونوں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنی اپنی راہ لی۔ جب کار چل پڑی تو ڈرائیور جو دراصل کار کا مالک تھا نے باتیں شروع کیں۔ پہلے چند تعارفی کلمات کا تبادلہ ہوا اور پھر وہ صاحب کہنے لگے دراصل میرا ایک کام ہے جس کے لئے میں نے تمہیں اپنے ہمراہ لیا ہے اور کہنے لگے کہ میں اکرا سے آرہا ہوں اور جب میری کار تمہارے سامنے سے گزری اور میری نظر تم پر پڑی تو میرے دل نے کہا کہ اس سے اپنے کام کے لئے کہو۔ چنانچہ میں نے ایک دم کار روک لی اور تمہیں ہمراہ لے لیا۔ جب ان صاحب نے یہ کہا تو طبیعت میں پریشانی پیدا ہوئی کہ نہ معلوم یہ مجھ سے کیا کہنا چاہتے ہیں پھر جب انہوں نے اپنا تفصیلی تعارف بیان کیا تو اور بھی خوف لاحق ہوا۔ یہ صاحب ٹاکوراڈی میں ایک بہت بڑی ادویات کی کمپنی کے مالک تھے۔ اشانٹی کے کسی علاقہ کے پیرا ماؤنٹ چیف بھی تھے اپنے علاقہ کے چرچ کے پادری بھی تھے اور ان کے کہنے کے مطابق سربراہ مملکت جنرل اچمپانگ کے بچپن کے دوست اور قریبی ساتھی بھی تھے۔ اکثر اپنے بزنس کے سلسلہ میں امریکہ بھی جاتے رہتے تھے جب یہ سب باتیں معلوم ہوئیں تو دل کی دھڑکن اور بھی تیز ہوئی کہ ان کو مجھ جیسے کمزور اور بے حیثیت انسان سے کیا کام ہوسکتا ہے اور وہ کام میں کیسے کرسکتا ہوں۔ بہرحال انہوں نے بیان جاری رکھا کہنے لگے کہ میں چونکہ اکثر امریکہ اپنے بزنس کے سلسلہ میں جاتا رہتا ہوں لہٰذا کسی دشمن نے جنرل اچمپانگ کو میرے خلاف شکایت لگا دی ہے کہ میں جنرل صاحب کے خلاف کسی بیرونی طاقت کے ساتھ مل کر کوئی سازش کر رہا ہوں اور انہوں نے آج مجھے اسی غرض کے لئے اکرا بلایا تھا اور میں ان سے مل کر اب وہیں سے آرہا ہوں۔ کہنے لگے کہ میں نے اپنی پوزیشن بہت اچھی طرح واضح کردی ہے اور صفائی پیش کردی ہے اور بظاہر انہوں نے بھی اطمینان کا اظہار کیا ہے مگر میں نے ان کی آنکھیں پڑھ لی ہیں ان میں مجھے بے اطمینانی کی جھلک دکھائی دی ہے اور تم ہم افریقنوں کو نہیں جانتے مگر اتنا ضرور سمجھ سکتے ہو کہ سربراہ مملکت اگر مطمئن نہ ہو تو اس کا کیا مطلب اور کیا نتیجہ ہوسکتا ہے اور اس وجہ سے میں سخت پریشان ہوں۔ لہٰذا میں نے جس غرض کے لئے تم سے بات بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ تم میرے لئے خصوصی طور پر دعا کرو کہ یہ بلا ٹل جائے۔ ان کی یہ باتیں سن کر میری پریشانی کی کوئی انتہا نہ تھی۔ میں بھلا ان کو اس مصیبت سے کیسے نجات دلاسکتا تھا۔ میں نے سوچا کہ دنیاوی لحاظ سے یہ ایک بہت بڑا شخص ہے جو سربراہ مملکت کا قریبی دوست ہے مگر ساتھ ہی یہ خیال بھی آیا کہ یہ پادری ہوکر دین کے ایک خادم کو دعا کے لئے کہہ رہا ہے۔ بہرحال انہی باتوں میں سالٹ پانڈ آگیا۔ مگر بجائے سیدھے جانے کے انہوں نے بغیر مجھے بتائے کار سالٹ پانڈ کی طرف موڑ دی اور پھر سیدھا مجھے میرے گھر پہنچا دیا، انہیں تھوڑی دیر میں نے بٹھایا، مشروبات پیش کئے اور پھر وہ کہنے لگے کہ اب ہمیں اجازت دیں اور اٹھتے ہوئے دو سڈی کے نوٹ نکالے اور بڑے اصرار سے میری میز پر رکھ دیئے اور پھر یہ لوگ ٹاکوراڈی روانہ ہوگئے ان کے جانے کے بعد میں نے وہ پیسے لئے اور ہماری جو ایک احمدی بیوہ خاتون تھیں ان کے ہاں گیا ان کو پیش کئے اور ان سے درخواست کی کہ وہ دعا کریں، اغلباً ان دنوں مکرم مولانا عبدالوہاب بن آدم صاحب مشن کا چارج سنبھال چکے تھے اور ان دنوں وہی امیر تھے ان سے بھی دعا کی درخواست کی۔ پھر اس کے بعد جو اصل کام تھا وہ کیا یعنی ایک تفصیلی خط دعا کی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں لکھا۔ ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ خاکسار ایک روز نماز مغرب کی ادائیگی کے لئے گھر سے نکلا اور جب بیت کی طرف جانے والی سڑک پر پہنچا تو ابھی بیت کی سمت تھوڑی ہی دور پہنچا تو اکرا کی طرف سے سامنے سے ایک کار آتی دکھائی دی جو میں نے اس کی ونڈ سکرین کی وجہ سے فوراً پہچان لی، یہ وہی کار تھی جو ہفتہ بھر پیشتر مجھے سالٹ پانڈ پہنچا کر ٹاکوراڈی گئی تھی اس میں بیٹھے ہوئے افراد بھی وہی تھے انہوں نے مجھے دور سے پہچان لیا تھا میرے پاس آکر وہ کار رک گئی اور وہی صاحب کار سے نیچے اتر آئے میں نے دعوت دی کہ چلیں گھر چل کر بیٹھتے ہیں کہنے لگے کہ نہیں میری کار کی لائٹس زیادہ بہتر نہیں ہیں جلد از جلد ٹاکوراڈی پہنچنا چاہتا ہوں۔ میں صرف تمہیں ملنے کے لئے آرہا تھا، ابھی اکرا سے آرہا ہوں اور تمہیں خوشخبری دینی ہے کہ میں آج دوبارہ جنرل اچمپانگ سے مل کر آیا ہوں اور اب وہ مکمل طور پر مطمئن ہے اور خوش ہے اور اب کوئی پریشانی اور فکر والی بات باقی نہیں رہی۔ میں نے سوچا کہ یہ بات تمہیں بتا کر پھر آگے ٹاکوراڈی جاؤں گا لہٰذا صرف تمہیں بتانے کے لئے آرہا ہوں، اچھا ہوا یہاں تم سے ملاقات ہوگئی ہے اور اب مجھے اجازت دو۔ چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور وہ صاحب روانہ ہو گئے۔ پھر کبھی دوبارہ ان سے ملاقات نہ ہوسکی نہ معلوم بعد میں کیا ہوا لیکن بہرحال حضور انور کی دعا کی قبولیت اللہ تعالیٰ نے دکھادی تھی۔

خلافت ثالثہ کی یہ بابرکت تحریک اپنی ذات میں تاریخ احمدیت کا ایک عظیم الشان معجزہ تھی جو اپنے جلو میں ہزاروں کرامات اور نشانات کو سمیٹے ہوئے تھی۔ وہ محاورہ صادق آرہا تھا کہ اگر ڈاکٹر راکھ کی چٹکی بھی کسی کو دے دیتے تو خدا تعالیٰ اس میں بھی شفا ڈال دیتا تھا اور بیشمار لوگ احمدیت کی اس شفاء بخشی کی قوت سے خوب واقف ہو چکے تھے اور اس وجہ سے جماعت کی بہت نیک نامی تھی۔ حکومت کے بڑے بڑے افسران کے طبقہ کا ایک بڑا حصہ ایسے لوگوں پر مشتمل تھا جو ہمارے احمدیہ سیکنڈری سکولوں کے نتائج یعنی فارغ التحصیل تھے۔ کماسی میں دو ٹاپ کے سکول تھے ایک Prempeh ہائی سکول اور دوسرا Opokuware سیکنڈری سکول ان کی بہت شہرت تھی۔ تیسرا سکول ہمارا احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی تھا۔ جو ان دونوں سکولوں کے مقابلہ پر ان کی ٹکر کا سمجھا جاتا تھا اور بڑے بڑے وزراء اپنے بچوں کو ہمارے سکول میں داخل کرانے کے لئے نہ معلوم کیا کیا پاپڑ بیلتے تھے اور پھر جوں جوں وقت گزرتا گیا ہمارے مجلس نصرت جہاں کے سکول دن بدن مستحکم ہوتے گئے تو ان کا بھی معیار ملک کے Top کے سکولوں سے بہتر گنا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت بہرحال ہمارے ساتھ ہی ہوتی تھی اور ہر کام اور ہر فیصلہ اور ہر قدم میں برکت پڑتی تھی۔ ناممکنات ممکنات میں بدلتی چلی جاتی تھیں۔ ایک مرتبہ سویڈرو ہسپتال کے ڈاکٹر مکرم آفتاب احمد صاحب مع اہلیہ کماسی جاتے ہوئے کار کے حادثہ میں شدید زخمی ہوگئے اور ایک ماہ سے زائد عرصہ زیر علاج رہے۔ چونکہ ایکسیڈنٹ سویڈرو سے دور ہوا تھا لہٰذا ان کا علاج وہیں ہوتا رہا۔ مگر پیچھے ہسپتال میں دیکھ بھال کے لئے گو عملہ تو ضرور تھا مگر ڈاکٹر کوئی بھی نہ تھا۔ مکرم مولانا کلیم صاحب نے مولانا چوہدری عبدالشکور صاحب جو ان دنوں گھانا کے دارالحکومت اکرا میں مربی سلسلہ کے طور پر تعینات تھے کو ''ڈاکٹر'' قرار دیتے ہوئے حکم دیا کہ جاکر سویڈرو ہسپتال چلائیں۔ چنانچہ انہوں نے پورا ایک ماہ بلکہ زائد عرصہ تک یہ ہسپتال چلایا اور کسی کو بھی محسوس نہ ہونے دیا کہ وہ ڈاکٹر نہیں ہیں اور اغلباً اس عرصہ میں کوئی مریض بھی ہاتھ سے نہ نکلا بفضل اللہ تعالیٰ سب کے سب شفایاب ہوتے رہے۔

ٹیچی مان سے 18,17 میل دور جنگلات میں گھری ہوئی ایک جگہ انکورانزا (Aznarokn) کہلاتی ہے وہاں گورنمنٹ کا ایک سیکنڈری سکول تھا جس کے چلانے میں انتظامیہ کو دقت پیش آرہی تھی انہوں نے احمدیہ مشن ٹیچی مان سے رابطہ کرکے درخواست کی کہ ان کا یہ سکول ٹیک اوور کرلیا جائے کیونکہ وہ جماعت کی نیک نامی سے آگاہ تھے۔ مقامی جماعت نے مولانا کلیم صاحب کو تجویز بھیجی اور مولانا کلیم صاحب نے حضور انور کی خدمت میں ارسال کردی حضور نے فرمایا کہ پہلے جو سکول ہم نے شروع کئے ہوئے ہیں ان کو سنبھال لیں پھر دیکھا جائے گا۔ مگر مقامی جماعت مصر رہی۔ چنانچہ حضور انور نے ان کے اصرار پر اجازت مرحمت فرما دی اور ایک ہیڈ ماسٹر بھی مہیا کردیا۔ جنہوں نے جا کر اس سکول کے کام کا آغاز کردیا اور سکول کو نئے سرے سے مضبوط بنیادوں پر استوار کرنے کی کوشش کی۔ طلبہ کے لئے سبزیاں پھل وغیرہ اگانے کا پروگرام بنا جس کے لئے زمین کی ضرورت تھی ہیڈ ماسٹر صاحب نے مقامی چیف سے بات کی اس نے حامی بھرلی اور کہا کہ ماسٹر! گاڑی میں پٹرول بھر لو اور گاڑی کو چلا دو جہاں پٹرول ختم ہوجائے وہاں نشان لگا دو یہ ساری زمین میں آپ کے سکول کے نام لگا دیتا ہوں۔ مقصد یہ ہے کہ مقامی لوگوں کا تعاون بھی ہر طرح سے حاصل تھا مگر پھر بھی یہ سکول زیادہ دیر نہ چل سکا اور جماعت کو اس سے دستکش ہونا پڑا۔ اور وجہ یہی تھی کہ حضور کی توجہ اس طرف نہ تھی۔ لہٰذا یہ بات زیادہ نہ چلی۔

حضور انور کی دعاؤں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ سلوک مغربی افریقہ کے تمام ان ممالک پر جہاں سلسلے کے خدام میدان جہاد میں خدمت دین میں مصروف تھے، پھیلا ہوا تھا اور ہر خادم سلسلہ اپنی ذات میں اپنی جگہ پر یہی سلوک مشاہدہ کر رہا تھا۔ اس مضمون کی تحریر کے دوران ہمارے ایک Colleague مکرم ایم اے لطیف شاہد صاحب جو اپنی اہلیہ صاحبہ کے ہمراہ ایک لمبا عرصہ گھانا میں پہلے وا کے مقام پر پھر اسوکورے میں سیکنڈری سکول چلاتے رہے، سے امریکہ فون پر تذکرہ ہوا تو انہوں نے بھی ایک نہایت ایمان افروز واقعہ سنایا جو انہی کے الفاظ میں درج کیا جاتا ہے۔ غالباً 1980-81ء کی بات ہے اکرا میں ایک خاتون پاکستانی سفارتکار بن کر آئیں۔ سفارتکار کو بتایا گیا کہ کماسی (گھانا کا دوسرا بڑا شہر جو اکرا سے دو سو میل کے فاصلہ پر ہے) میں (صرف) ایک پاکستانی رہتے ہیں۔ (کماسی کی) مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نے ایک اجلاس بلایا یہ اجلاس University of Science and Technology کماسی میں ہونا قرار پایا۔ اس اجلاس کے بارہ میں یہ احتیاط کی گئی کہ اس میں کسی احمدی کی موجودگی نہ ہو۔ کسی احمدی کو بھی اجلاس میں شمولیت کی دعوت نہ دی گئی مسلم ممالک کے سفیروں کو دعوت دی گئی کیونکہ فنڈز اکٹھے کئے جانے تھے۔ پاکستانی سفیر صاحبہ اپنے فرسٹ سیکرٹری کو لے کر کماسی کے لئے روانہ ہوئیں۔ کماسی پہنچنے سے پہلے اندھیرا چھا گیا ایک مقام Ejusu جو

کہ شاہراہ پر کماسی سے دس میل دور ہے، اندھیرے کے باعث ڈرائیور کو اندازہ نہ ہوا اور گاڑی ایک تنگ پل سے ٹکرا گئی۔ گاڑی چونکہ بہت تیز رفتاری سے جا رہی تھی، فرسٹ سیکرٹری جو کہ اگلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ بری طرح زخمی ہوئے۔ چھاتی کی اکثر ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ محترمہ سفیر صاحبہ کے بازو میں بھی فریکچر ہو گیا۔ ان سب کو کسی طرح کماسی کے سنٹرل ہسپتال Nyke Komfo میں پہنچایا گیا۔ ایسوسی ایشن والے بہت گھبرا گئے کیونکہ ملک میں دوائیوں کی بہت ہی کمی تھی۔ مسلم سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن نے اپنا نمائندہ بھیج کر احمدیہ مربی کو حادثہ کی خبر دی اور مدد کے لئے درخواست کی۔ مربی سلسلہ نے دو ڈاکٹرز کو اطلاع کی کہ جو کہ کماسی کے قریب ہی جماعت کے ہسپتالوں میں تھے خاکسار اس وقت اسوکورے میں تھا جو کہ کماسی سے 25 میل دور ہے اور وہاں ہمارا ہسپتال بھی ہے۔ ڈاکٹر سردار حمید احمد صاحب اس ہسپتال کے انچارج تھے اور دوسرے ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر شفیق احمد صاحب قیصر تھے اطلاع ملتے ہی ڈاکٹر صاحبان اور ہم دو سکولوں کے انچارج مربی صاحب کی معیت میں ہسپتال پہنچ گئے۔ سفیر صاحبہ تو مکرم عبدالوہاب بن آدم صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا کی کوششوں سے بذریعہ ہیلی کاپٹر اکرا چلی گئیں اور فرسٹ سیکرٹری صاحب کا علاج وہاں گورنمنٹ کے ہسپتال میں احمدی ڈاکٹرز کی نگرانی میں ہوتا رہا۔ ان کے کھانے پینے کا انتظام بھی مکرم مربی صاحب کرتے رہے۔ 25 دن بعد سیکرٹری صاحب کافی تندرست ہو گئے تھے پھر وہ بھی اکرا چلے گئے۔

(اب اس اجلاس کی روداد سنیں جس کے لئے یہ لوگ اکرا سے آ رہے تھے) ایسوسی ایشن کا اجلاس شروع ہوا تو وزیر تعلیم نے جو مہمان خصوصی تھے Director آف ایجوکیشن اشانٹی ریجن، کماسی، مسٹر عبداللہ بوٹنگ جو ایک نہایت ہی مخلص احمدی ہیں (اور احمدیہ سیکنڈری سکول، کماسی کے ایک لمبا عرصہ ہیڈ ماسٹر بھی رہ چکے ہیں) کو اپنی نمائندگی کے لئے کہا۔ اس میٹنگ میں پھر احمدیوں کو بھی مدعو کر لیا گیا اور زیادہ تر مالی Contribution جماعت کے ممبران نے ہی کی۔ صرف ایک اور ملک غالباً عراق کے سفیر صاحب بھی شامل ہوئے تھے۔ محترمہ پاکستانی سفیر صاحبہ چند ماہ کی چھٹی پر پاکستان چلی گئیں۔ صحت یاب ہونے کے بعد واپس اکرا تشریف لائیں اور اپنے عملہ سے ناراضگی کا اظہار کیا کہ انہیں احمدیوں کی موجودگی سے باخبر نہیں کیا گیا پھر انہوں نے احمدی ہسپتالوں اور سکولوں کا دورہ کیا اور بہت سارا کھیلوں کا سامان جماعتی سکولوں کو دیا۔ ان کی ان کوششوں اور ملاقاتوں کی اطلاع ملنے پر گورنمنٹ آف پاکستان نے ان کو واپس بلوا لیا۔ خاکسار کا یہ مضمون الفضل میں چھپ چکا ہے۔

ا۔ رفیع خان

افغان قوم کے درخشاں ستارے

میرے دادا خان میر خان صاحب اور دادی امۃ اللہ عرف لال پری صاحبہ

میرے دادا خان میر خان حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے باڈی گارڈ، افغانستان کا غیور افغان سپوت، انتہائی نڈر، کڑیل خوبصورت جوان، چار بھائیوں کا سب سے چھوٹا لاڈلا بھائی، شہزادوں کی طرح زندگی گزارنے والا، کاروبار، زمین، جائیداد اور بہن بھائی سب چھوڑ چھاڑ کر 1909ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر بیعت کر کے حقیقۃً اپنے آپ کو بیع ہی کر دیا۔ بیعت کرنے کے کچھ عرصہ بعد افغانستان واپس چلے گئے۔ وہاں جا کر دل نہیں لگا۔ واپس آ گئے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی حفاظت کی ذمہ داری لے لی۔ ایک عرصہ تک خدا کی دی ہوئی توفیق سے اس ذمہ داری کو ادا کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ خدمت قبول کرے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ قادیان کے جلسہ کے موقع پر میری ملاقات میں حضور نے ان کا ذکر فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت مصلح موعود ملاقات کے لئے آیا۔ اس وقت خان میر خان تیر کی طرح نکلے اور اس شخص پر جھپٹے اور گریبان سے پکڑ کر کہنے لگے کہ نکالو ہتھیار۔ اس نے شلوار کے نیفہ سے وہ ہتھیار نکال دیا۔ یہ افغانوں کا مخصوص ہتھیار تھا جو کہ ہر افغان اپنے پاس رکھتا ہے۔ بعد میں حضور نے فرمایا کہ خان میر تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس کے پاس ہتھیار ہے۔ اس کے جواب میں خان صاحب نے کہا کہ ہم یہ ہتھیار استعمال کرتے ہیں۔ اس کو رکھنے والا جب بیٹھتا ہے تو ایک خاص انداز سے بیٹھتا ہے کہ کہیں اس کی ران زخمی نہ ہو جائے اس لئے مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ اس کے پاس وہ ہتھیار ہے۔

1947ء میں ہجرت کے بعد لاہور آئے۔ اور حسب دستور ملازمت کی مدت پوری ہونے پر ذمہ داری سے سبکدوش ہو گئے۔ اس کے بعد جب حضور پر چاقو سے حملہ ہوا تو آپ بار بار بے چین ہو کر اٹھتے اور کہتے کاش! میں وہاں ہوتا۔ کاش میں حضور کے پاس ہوتا اور ان کی یہ بے قراری دیکھی نہ جاتی تھی۔ اور پھر حضور بھی اپنی اس بیماری میں بار بار خان صاحب کا پوچھتے کہ ان کا کیا حال ہے؟ اپنی اسی بیماری کے دوران ایک روز فرمانے لگے کہ لگتا ہے خان میر فوت ہو گیا ہے؟ آپ لوگ بتاتے کیوں نہیں؟

جب اس بات کا ذکر دادا جان سے کیا گیا تو کہنے لگے کہ میں حضور کو اس حالت میں کیسے دیکھوں۔ مجبور ہو کے جب چلے ہی گئے تو روتے ہوئے واپس آ گئے۔

دادا جان اپنی آخری عمر تک باقاعدہ افغانستان جاتے۔ اپنے بھائیوں، بھابھیوں اور ان کے بچوں کو مل کر آتے۔ آخر کار جہاں سے آئے تھے وہیں جا کر 90 سال کی عمر میں اپنے پیارے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے۔

جب شہزادہ عبداللطیف شہید ہوئے تو سید احمد نور کابلی اپنی اہلیہ صاحبہ نور کابلی کے ساتھ قادیان آ گئے۔ قادیان میں دادی جان امۃ اللہ عرف لال پری پیدا ہوئیں۔ قادیان میں ہی دادا جان خان میر خان کے ساتھ شادی ہوئی۔ کچھ عرصہ کے بعد افغانستان چلے گئے۔ وہاں جا کر درثمین کی اردو اور فارسی کی نظمیں خوش الحانی سے پڑھتیں۔ لوگ پوچھتے کہ یہ کس کے شعر ہیں۔ نیز عورتیں ان سے یہ اشعار سننے کے لئے اکٹھی ہو جاتیں۔ ایک مرتبہ ان کو بچھو نے کاٹ لیا۔ وہاں کے بچھو بہت زہریلے، کالے اور موٹے ہوتے ہیں۔ مولوی کو بلوایا گیا کہ اس کو دم کر دو۔ مولوی آیا اور دعائیں پڑھتا پڑھتا خاموش ہو گیا۔ دیکھا تو وہ خود ہی دعائیں پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھیں۔ مولوی کہنے لگا کہ یہ تو مجھ سے زیادہ دعائیں جانتی ہیں۔ اس طرح انہوں نے خود ہی اپنے پر دم کر لیا۔ دادی لال پری کا سارا بچپن خاندان حضرت مسیح موعود کے گھروں میں ہی گزرا۔ وہ اس وقت آشوب چشم کی مریضہ تھیں۔ ان کی والدہ جب بھی ان کی آنکھوں میں دوائی ڈالتیں تو بہت تکلیف ہوتی۔ ان کا نام لال پری بھی اسی وجہ سے پڑا کہ سرخ کپڑے پہن کر آنکھوں میں سرخ دوائی ڈال کر حضور کے سامنے آتیں تو انہوں نے فرمایا کہ یہ لال پری آئی ہے۔ سو اس دن سے کوئی امۃ اللہ کو نہیں جانتا تھا اسی دن سے یہ سب کے لئے لال پری بن گئیں۔ ہاں تو وہ دوائی ڈلوانے سے خوف زدہ ہو کر حضور کے پاس پہنچ گئیں کہ مجھے دوائی ڈالنے سے آنکھوں میں بہت درد ہوتی ہے۔ تب حضور نے لعاب دہن آنکھوں پر لگایا اور فرمایا کہ اب درد نہیں ہو گا اور اسی طرح ہوا کہ اس کے بعد آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور پھر کبھی بھی آشوب چشم نہ ہوا۔

بچپن گزرا، شادی ہوئی تو انتہائی قربانی کرنے والی لال پری نظر آئی۔ خاموش مزاج، صابر فطرت کوئی کسی سے گلہ نہیں شکوہ نہیں۔ ایک مرتبہ بچوں کی لڑائی پر ایک خاتون نے ان کو بہت برا بھلا کہا مگر وہ خاموش رہیں۔ دوسرے روز اسی عورت نے آ کر معافی مانگی۔ اور کہنے لگیں کہ رات خواب میں ایک بزرگ آئے اور کہا کہ تم نے سیدانی کو ناراض کر دیا ہے جاؤ اس سے معافی مانگو۔ اس لئے مجھے معاف کر دیں۔ دادی اماں نے کہا کہ میں تو اس واقعہ کو بھول گئی تھی۔ ساری عمر انہوں نے خاندان حضرت مسیح موعود میں گزاری۔ زیادہ عرصہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے گھر میں رہیں۔ بی بی موجن تو ان کی گود میں پلی بڑھیں۔ بی بی امۃ الحئی ان کی رضاعی بہن تھیں۔ اس طرح ان کو خاندان مسیح موعود سے رضاعی رشتہ بھی تھا۔ ان کے اپنے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ دونوں بیٹیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیات ہیں۔ اور اپنے بچوں اور ان کی اولاد کے ساتھ خوش و خرم رہ رہی ہیں۔ ایک بیٹا واپس افغانستان چلا گیا۔ دوسرا بیٹا قادیان میں درویش تھا۔ بڑا بیٹا ڈاکٹر محمد احمد صاحب جو میرے والد تھے 1957ء میں ٹل ضلع کوہاٹ میں شہید کر دئے گئے۔ تینوں بیٹوں سے جدائی ان کے لئے بڑا صدمہ تھا مگر انہوں نے ساری زندگی صبر کے ساتھ گزار دی۔ ناشکری کا کوئی کلمہ ان کے منہ سے نہ سنا۔ وہ ایک درویش کی اور ایک شہید کی ماں تھیں۔ اور ہمیشہ اس بات کو انہوں نے اپنے لئے ایک اعزاز سمجھا۔ انہوں نے تقریباً 82 سال کی عمر میں 1980ء میں میرے گھر میں زندگی کے آخری دن گزارے اور اس عظیم ماں نے میرے ہاتھوں میں آخری سانس لی اور یہ میرے لئے بہت اعزاز کی بات ہے کہ اس بزرگ وجود کی وجہ سے خاندان مسیح موعود کے افراد کے قدم میرے گھر تک پہنچے۔

یہ افغان قوم کے وہ ستارے ہیں جن کی چمک ابھی باقی ہے۔ قربانیوں کا وہ سلسلہ جو شہزادہ عبداللطیف سے شروع ہوا تھا اس کی گونج ابھی باقی ہے۔ یہ تھے ہمارے اسلاف، اباؤ اجداد، جاں نثار اور نیک وجود جنہوں نے خود قربانیاں دے کر اپنے بچوں کو لا کر احمدیت کی گود میں دے دیا۔ جنہوں نے اپنے لاڈلوں کو احمدیت پر قربان کر دیا اور ایک لفظ بھی منہ سے دکھ یا افسوس کا نہ نکالا۔ ہمیں اس نعمت سے سرفراز کرنے والے وجود منوں مٹی تلے سوئے ہوئے ہیں مگر ان کی نسلیں جماعت کی برکت کی وجہ سے دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔

مکرم مظہر الاسلام صاحب

حضرت چوہدری اللہ بخش صاحب کاہلوں رفیق حضرت مسیح موعود

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26/اکتوبر 2012ء کو سعد فاروق کی شہادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مکرم سعد فاروق صاحب ابن مکرم فاروق احمد کاہلوں صاحب جن کو 19/اکتوبر 2013ء کو بلدیہ ٹاؤن کراچی میں شہید کیا گیا۔ سعد فاروق صاحب شہید کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ اُن کے پڑدادا مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب کاہلوں آف چک 117 چھور مغلیاں، شیخوپورہ کے ذریعہ ہوا، جنہوں نے اپنے گاؤں سے پیدل قادیان جا کر بیعت کی تھی"۔

حضرت چوہدری اللہ بخش کاہلوں بنیادی طور پر چھور کاہلوں دا ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور اسی گاؤں سے پیدل قادیان جا کر بیعت کی اور ان کی بیعت کا ذکر اخبار بدر 27 ستمبر 1906ء میں اس طرح تحریر ہے۔ "اللہ بخش صاحب جٹ موضع چھور۔ سیالکوٹ" لیکن ایک عام اندازہ یہ ہے کہ انہوں نے دستی بیعت پہلے کی۔

ابتدائی حالات

حضرت چوہدری اللہ بخش کاہلوں ابتدائی عمر سے ہی ایک درویش منش انسان تھے اور بعد ازاں صوفی اللہ بخش کے نام سے معروف ہوئے۔ ان کی بیعت کا ذکر اس طرح کیا جاتا ہے کہ انہوں نے خواب میں حضرت مسیح موعود کی زیارت کی تھی اور پھر اس شخص کو ڈھونڈنے کے لئے انہوں نے مختلف درگاہوں کی زیارت کی اور اس غرض کے لئے لاہور اور ملتان تک کا بھی سفر اختیار کیا اور حضرت سلطان باہو کے دربار پہ بھی گئے لیکن ناکام و نامراد واپس اپنے گاؤں آ گئے۔ یہاں آ کر پتہ چلا کہ قادیان میں ایک شخص نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ پھر چھور کاہلواں دا سے پیدل قادیان کا سفر کیا اور کچھ عرصہ قیام کیا اور بیعت کر کے ہی گاؤں واپس آئے۔ بوقت بیعت آپ کی عمر 15 سے 20 سال بیان کی جاتی ہے۔

مشکلات کا دور

بیعت کا معلوم ہو جانے کے بعد گھر والے عموماً اور بڑے بھائی خصوصاً جان کے دشمن ہو گئے۔ گھر سے نکال دیئے گئے اور مویشیوں کے ڈیرہ میں رہنے لگے لیکن والدہ کو ان سے بہت محبت تھی وہ چھپ چھپ کر کھانا بھجواتیں بالآخر والدہ ہی کی کوششوں سے گھر لائے گئے مگر برتن الگ کر دیئے گئے۔ حضرت چوہدری اللہ بخش کاہلوں کے صاحبزادے چوہدری نور احمد صاحب اپنے والد پر گزرے ہوئے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے اکثر آبدیدہ ہو جایا کرتے تھے۔ اس مشکلات کے زمانہ میں حضرت چوہدری تاج محمد صاحب (والد ماجد مکرم چوہدری شاہنواز صاحب مالک شیزان) کا وجود ان کے لئے غنیمت تھا جو چھور کاہلواں دا کے نمبردار تھے اور اسی زمانہ میں ہی انہوں نے بیعت کی تھی۔

خاندان کی قبولیت احمدیت

والدہ کو آپ سے بہت محبت تھی اور والدہ نے بھی خواب میں ایک دفعہ حضرت...... کی زیارت کی تھی اور ایک اور شخص کو بھی دیکھا تھا جسے وہ نہیں جانتی تھیں۔ جب آپ کی والدہ نے حضرت مسیح موعود کی تصویر دیکھی تو انہیں اپنی خواب یاد آ گئی اور یوں انہوں نے بھی بیعت کر لی اور یوں یہ سارا خاندان آہستہ آہستہ احمدیت کی آغوش میں آ گیا سوائے ایک بہن (نواب بی بی) کے، جس کی شادی اس خاندان کے قبولیت احمدیت سے پہلے ہو چکی تھی۔

عبادت گزاری اور اطاعت گزاری

آپ ابتدائی عمر سے ہی درویش منش انسان تھے اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے اور احمدیت قبول کر لینے کے بعد آپ مزید فنا فی اللہ ہو گئے اور عبادت میں اسی انہماک کو دیکھ کر آپ کے گھر والے احمدی ہوئے تھے اور ایک واقعہ چھور مغلیاں چک 117 ضلع شیخوپورہ (یہاں آپ ہجرت کر کے آباد ہوئے) میں مشہور ہے کہ ایک دفعہ روزے کی حالت میں (غالباً رمضان کا روزہ) گندم کے پھلے کا کام کرتے ہوئے بیہوش ہو گئے جب لوگوں نے پانی پلانا چاہا تو عین وقت پہ ہوش میں آ گئے اور فرمایا کہ میں روزے سے ہوں اور پانی پینے سے انکار کر دیا۔ اسی طرح یہ بھی مشہور ہے کہ آپ کے والد چوہدری مولا داد ابھی ایمان نہیں لائے تھے کہ ان کا وقت آخر آ پہنچا۔ غیر احمدی برادری اکٹھی ہو گئی اس غرض سے کہ چوہدری مولا داد کا مدعا معلوم کر لیا جائے جبکہ آپ یہ کہتے ہوئے ایک طرف ہو گئے کہ اگر والد صاحب احمدیت کا اقرار نہیں کرتے تو ہم تو جنازہ نہیں پڑھیں گے۔ مگر ان لمحات میں اللہ نے آپ کے والد صاحب کو ہمت و جرأت عطا کی اور انتہائی نحیف و ناتواں ہونے کے باوجود وہ اٹھے اور کہا کہ میرا مذہب وہی ہے جو میرے بیٹوں کا ہے اور وہی میرا جنازہ پڑھائیں گے۔

آپ خلیفہ وقت کی اطاعت کو لازمی خیال کرتے تھے۔ حتی الامکان لازمی چندہ جات کی ادائیگی اور تحریک جدید کے اولین مجاہدین میں سے تھے 1934ء سے وفات تک ہر سال تحریک جدید کا چندہ ادا کرتے رہے۔

دفتر اول کے پانچ ہزاری مجاہدین میں شامل تھے۔ آپ کا نام صفحہ نمبر 264 میں درج ہے۔

اسی طرح آپ کے بیٹے چوہدری منظور احمد کی پیدائش پر آپ کی اہلیہ بعض عوارض کا شکار ہو کر چلنے پھرنے سے معذور ہو گئیں اور گھر کی دیکھ بھال کے لئے ایک خاتون کی ضرورت محسوس ہوئی تو اپنے بڑے بیٹے چوہدری نور احمد کی جلد ہی شادی اپنی غیر احمدی بھانجی سے کر دی مگر اس امر کے لئے قادیان کا سفر اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی سے اپنی مجبوری بیان کر کے اجازت حاصل کی۔

شادی کا احوال

جب آپ نے بیعت کی اس وقت آپ کی شادی ہو چکی تھی لیکن بیعت کا معلوم ہو جانے کے بعد آپ کی بیوی کے بھائی اپنی بہن کو واپس لے گئے۔ یہ شادی سیالکوٹ میں سلہر کے علاقہ میں ہوئی تھی۔ اس سے کوئی اولاد نہیں تھی۔ جبکہ دوسری شادی محترمہ حیات بی بی صاحبہ سے ہوئی جو سیالکوٹ کے گاؤں مگھر واں سے تعلق رکھتی تھیں اور یہ خاندان غیر احمدی اور کافی خوشحال تھا۔ اس شادی کی نسبت یہ واقعہ زبان زد عام ہے کہ بارات کافی دن شادی والے گھر میں بیٹھی رہی اور وجہ نزاع نکاح تھا کہ کون پڑھائے گا۔ حضرت چوہدری اللہ بخش کاہلوں صاحب کا اصرار تھا کہ نکاح ہماری جماعت کا فرد پڑھائے گا اور بالآخر ایسا ہی ہوا۔

آپ نے اپنی اہلیہ اور بعد میں اپنی غیر احمدی بھانجی جو بہو بھی تھی کی اس رنگ میں تربیت فرمائی کہ نہ صرف دونوں خواتین احمدیت سے وابستہ ہوئیں بلکہ باوجود اس فطری محبت سے جو انہیں اپنے غیر احمدی خونی عزیزوں سے تھی، رشتے ناطے سے پرہیز کیا۔ اس خاندان میں صرف یہ دو مواقع تھے کہ جب غیر احمدیوں میں رشتے کئے گئے۔ اول موقع پر جماعت کی طرف سے پابندی نہ تھی جبکہ دوسرے موقع پر جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی طرف سے اجازت حاصل کی گئی۔

اولاد کا ذکر

حضرت چوہدری اللہ بخش صاحب کاہلوں کی دوسری بیوی سے اللہ نے انہیں دو بیٹے اور تین بیٹیوں سے نوازا۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

1۔ چوہدری نور احمد صاحب (خاکسار کے دادا)

2۔ چوہدری منظور احمد صاحب (سعد فاروق شہید کے دادا)

فاطمہ بی بی زوجہ چوہدری غلام رسول برادر اکبر چوہدری عبدالمالک صاحب سابق مربی سلسلہ انڈونیشیا آف چک 368 چوبارہ ضلع لیہ

4۔ رشیداں بی بی ان کی شادی ہوئی تھی اور دو بچے بھی تھے جو ابتدائی عمر میں ہی فوت ہو گئے بعد میں وہ بھی فوت ہو گئیں۔

5۔ حمیداں بی بی۔ یہ خاتون شادی سے پہلے عین جوانی میں فوت ہو گئیں۔

وفات کے حالات

حضرت چوہدری اللہ بخش کاہلوں آخری عمر میں مختلف عوارض کا شکار رہے۔ ان کی بیٹی فاطمہ بی بی بیان کیا کرتی تھیں کہ آپ کا انتقال عصر کے قریب ہوا۔ بوقت وفات وہ ان کے پاس کھڑی تھیں تو فرمانے لگے کہ ایک طرف ہو جاؤ میرے مہمان آ رہے ہیں یعنی وہ لوگ جن کا انتقال ہو چکا تھا۔ میں چارپائی کے پینڈے والی طرف بیٹھ گئی اور ٹانگیں گود میں رکھ لیں اور پھر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اسی دن ان کی وفات ہو گئی۔

حضرت چوہدری اللہ بخش کاہلوں کا انتقال اندازاً 1942-43ء میں ہوا۔ جیسا کہ ان کے سب سے بڑے پوتے (ظفر اللہ خان ابن نور احمد) بیان کرتے ہیں کہ ان کے والدین کے ہاں شادی کے چار، پانچ سال تک اولاد نہ ہوئی تو دادا مرحوم بہت فکرمند تھے اور دعاؤں میں لگے رہتے تھے۔ دادا مرحوم کو میری ولادت سے پہلے اس خوشخبری کی اطلاع ہو چکی تھی۔ میری پیدائش 1943ء کے سال میں ہوئی۔

سعادتوں کا سفر

پس اس خاندان میں اس سعادت کے سفر کا آغاز حضرت چوہدری اللہ بخش کاہلوں صاحب کی احمدیت کی قبولیت کے ساتھ ہوا پھر اس سفر میں اللہ نے جو فضل خاکسار کی نانی جان (فاطمہ) بی بی اور والدہ (امۃ القیوم زوجہ ظفر اللہ خان) پر فرمایا وہ الگ طور پر ایک مضمون کا متقاضی ہے اور پھر یہ سعادتوں کا سفر اس وقت اپنے معراج کو پہنچا جب سعد فاروق ابن فاروق احمد کاہلوں نے بلدیہ ٹاؤن کراچی میں عین جوانی میں اپنی شادی کے محض چار روز کے بعد اپنی جان کا نذرانہ اپنے خدا کے حضور پیش کیا۔ خدا کرے کہ اس خاندان میں یہ سعادتوں کا سفر ہمیشہ جاری رہے۔ آمین

☆............☆............☆

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

درخواست دعا

۞ مکرم وحید احمد رفیق صاحب استاد جامعہ احمدیہ سینئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی خالہ زاد بہن مکرمہ فرحت جبین صاحبہ ٹیچر نصرت جہاں گرلز ہائی سکول بنت مکرم چوہدری عزیز احمد صاحب مرحوم شکور پارک ربوہ کچھ عرصہ سے آنکھوں میں موتیا کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ آپریشن متوقع ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

۞ محترم محمد اشفاق صاحب امیر ضلع نوابشاہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم مقصود احمد صاحب زعیم مجلس انصاراللہ سکرنڈ ضلع نواب شاہ بہت بیمار ہیں۔ جگر کے کینسر کی تشخیص ہوئی ہے۔ ان کی کمر میں بھی شدید درد ہے ا بخار رہتا ہے اور کمزوری بھی بہت ہوگئی ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو صحت کاملہ وعاجلہ عطا کرے اور جماعت کی خدمت کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

اسی طرح مکرم مبرور احمد صاحب شہید سابق صدر نواب شاہ شہر کی والدہ محترمہ بلڈ پریشر، دل اور سانس کی تکلیف کے باعث بیمار ہیں کمزوری بہت ہوگئی ہے۔ احباب سے ان کی صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۞ مکرم شیخ محمد یوسف قمر صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع قصور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے سُسر محترم ملک عبدالرب صاحب دارالرحمت غربی ربوہ تقریباً ایک سال سے بیمار ہیں۔ زیادہ تر عوارض تو بڑھاپے کے ہیں۔ اُٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے سے قاصر ہیں۔ کھانا پینا برائے نام ہی رہ گیا ہے۔ جس کی وجہ سے کمزوری زیادہ ہوتی جا رہی ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ شافی مطلق خدا محض اپنے فضل سے شفائے کاملہ وعاجلہ اور صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا کرے نیز جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

۞ محترمہ نسرین ابراہیم صاحبہ دارلصدر غربی قمر تحریر کرتی ہیں۔

میرا بیٹا محبّ جمال عمر 26 سال واقف نو کا تقریباً دو سال پہلے ایکسیڈنٹ ہوا تھا جس کی وجہ سے ٹانگ کی ہڈی میں انفیکشن ہوگئی علاج کے باوجود افاقہ نہیں ہوا۔ اب ٹانگ کاٹنے کیلئے آپریشن ہوگیا ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محبّ جمال کو صبر، حوصلہ، صحت وتندرستی والی زندگی دے اور اس مشکل آزمائش سے نکال کر باعمل خادم دین بنائے۔ آمین

مکرم غلام سرور طاہر صاحب آف شیخوپورہ کی وفات

۞ مکرم فرحت علی صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم غلام سرور طاہر صاحب آف شیخوپورہ حال مقیم لندن مورخہ 14 مئی 2014ء کو بعارضہ کینسر جگر بعمر 66 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ آپ بفضل اللہ تعالیٰ موصی تھے۔ مورخہ 20 مئی 2014ء کو قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت الفضل لندن میں آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ قطعہ موصیان لندن میں تدفین کے بعد محترم عبدالغفار صاحب مربی سلسلہ برمنگھم نے دعا کروائی۔ آپ کا تعلق شیخوپورہ کی زرگر فیملی سے تھا۔ آپ کو 1974ء کے پرآشوب اور کٹھن حالات میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ احمدیت کے فدائی اور پرجوش داعی الی اللہ تھے۔ آپ کو کئی جماعتی عہدوں پر خدمات سلسلہ بجالانے کی توفیق حاصل ہوئی۔ شیخوپورہ میں آپ کو قائد خدام الاحمدیہ اور زعیم انصاراللہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ 1996ء میں آپ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ شیخوپورہ سے ربوہ شفٹ ہو گئے۔ محلّہ دارالصدر شرقی طاہر ربوہ میں سیکرٹری وقف نو، سیکرٹری رشتہ ناطہ اور پھر 5 سال تک صدر محلّہ بھی رہے۔ 2012ء سے مستقل طور پر یوکے شفٹ ہو گئے تھے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ آپ خوش مزاج اور خوش لباس تھے۔ آپ کی تحریر بہت پختہ اور خوش خط تھی۔ نمازوں کے پابند اور اکثر نماز تہجد پڑھا کرتے تھے۔ خاندان کے سب بچے اور بچیوں کو آپ نے نماز باجماعت پڑھنے کا عادی بنا دیا تھا۔ چندوں میں باقاعدہ تھے۔ خاندان اور باہر کے تمام افراد میں ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ مرحوم بہت خوش لحن تھے۔ آپ خوبصورت آواز میں نظمیں پڑھنے کے حوالے سے معروف تھے۔ محفل کو کشت زعفران بنا دیتے۔ برموقع لطائف اور احباب کی فرمائش پر ترنم کے ساتھ متفرق منظوم کلام پیش کر کے سب کے دل موہ لیتے۔ خلفاء سلسلہ سے آپ کی بے مثال محبت اور گہری وابستگی تھی۔ 1986ء میں آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ارشاد پر حضرت مسیح موعود کی الیس اللہ کی نگینہ والی انگوٹھی مرمت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ والد صاحب مرحوم کو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ہمراہ 1976ء، 1978ء اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ہمراہ 1986 اور 1989ء کے یورپ کے دوروں میں شمولیت کی سعادت ملی۔ ربوہ قادیان اور یوکے کے جلسہ ہائے سالانہ کے علاوہ کئی مواقع پر خلفاء کرام کی فرمائش پر جماعتی اور دیگر شعراء کے کلام خوبصورت پرسوز آواز میں سنانے کی سعادت بھی نصیب ہوتی رہی۔ مرحوم کے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ 6 بیٹے مکرم راحت علی صاحب لندن، خاکسار، مکرم امیر احمد صاحب ربوہ، مکرم محمد احسن صاحب کینیڈا، مکرم عطاء العلی صاحب لندن، مکرم نیر احمد صاحب جرمنی، دو بیٹیاں مکرمہ میمونہ اعجاز صاحبہ اہلیہ مکرم اعجاز احمد طاہر صاحب شیخوپورہ، مکرمہ سکینہ شہباز صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شہباز بلوچ صاحب جرمنی، 17 پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب مرحوم کی مغفرت فرمائے، درجات بلند کرے اور جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ اسی طرح آپ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور آپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مرحوم کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

درخواست دعا

۞ مکرم داؤد احمد منیب صاحب مربی سلسلہ کے دل میں سوراخ ہے۔ ان کا آپریشن طاہر ہارٹ میں متوقع ہے۔ احباب جماعت سے آپریشن کی کامیابی، صحت یابی اور ہر قسم کی پیچیدگی سے بچنے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۞ مکرم شہزادا احمد انور خان صاحب ٹیوٹا کمپنی فیصل آباد ولد مکرم صدیق احمد خان صاحب باب الابواب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرا بیٹا ارحم خان بعمر قریباً اڑھائی سال ان دنوں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں داخل ہے۔ اس کے جگر اور تلی میں سوج ہے۔ خون میں سرخ سیلز کی کافی کمی ہے اور سفید ذرات کی مقدار زیادہ ہے۔ اکثر بخار بھی ہو جاتا ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے خاص فضل سے بچے کو تمام عوارض سے شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے اور ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے صحت وسلامتی والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین

ملازمت کے مواقع

1۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے کمیونیکیشن اینڈ ورک ڈیپارٹمنٹ اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں ملازمتوں کا اعلان کر دیا ہے۔ تفصیلات وآن لائن اپلائی کرنے کے لیے وزٹ کریں:

www.ppsc.gop.pk

2۔ ایک پبلک سیکٹر ایجوکیشنل انسٹیٹیوشن کو 35 سے زائد پوسٹس پر موزوں امیدواروں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔ تفصیلات کیلئے وزٹ کریں:

www.gcwuf.edu.pk

3۔ US ایمبیسی اسلام آباد کو BAS میٹینس اور Engineering Tecnicians مکینکس کی خالی آسامیوں کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں۔ تفصیلات کے لیے وزٹ کریں:

http://islamabad.usembassy.gov

4۔ پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن کو سپرنٹنڈنٹ (فلیٹ/انجینئر)، مینیجر، اسسٹنٹ مینیجر، ڈپٹی مینیجر، میڈیکل آفیسر، مینیجر (چارٹرنگ / مارکیٹنگ) اور جونیئر ایگزیکٹو کی ضرورت ہے۔

5۔ ایک پبلک سیکٹر آرگنائزیشن کو جی آئی ایس، واٹر اینڈ سینٹیشن، کمیونیکیشن، اکنامکس، ٹرانسپورٹ، آئی ٹی اور فنانس کے شعبہ جات میں 50 سے زائد آسامیوں پر موزوں امیدواروں سے درخواستیں مطلوب ہیں۔

6۔ بحریہ ٹاؤن لاہور کے لیے اریگیشن آفیسر، وائرلیس ٹیکنیشن، ایم ٹی انچارج، سیکیورٹی گارڈز اور سیکیورٹی ڈرائیورز کی ضرورت ہے۔

7۔ ماری اسٹوپس سوسائٹی کو ملک کے مختلف شہروں کے لیے ڈپٹی ڈائریکٹر آپریشنز، سینئر مینیجر آپریشنز، سینئر مینیجر کمپلائنس، مینیجر ووچر مینجمنٹ سسٹم، مینیجر لیزن اینڈ ایڈووکیسی، اسسٹنٹ مینیجر آپریشنز، فیلڈ انچارج، کوآرڈینیشن آفیسرز، لیڈی ڈاکٹرز، فیلڈ ہیلتھ ایجوکیٹرز، پیرا میڈکس، انچارج کلائنٹ سروسز، کاؤنسلر (سائیکالوجسٹ) ایگزیکٹو سینٹرز، سینئر فیلڈ سپروائزرز، ڈرائیورز اور اٹینڈنٹ فار ایگزیکٹو سینٹرز کی ضرورت ہے۔

8۔ سولیوشن انجینئرنگ پرائیویٹ لمیٹڈ کو اپلیکیشن انجینئر اور سیلز آفیسر کی ضرورت ہے۔

9۔ ایڈن بلڈرز پرائیویٹ لمیٹڈ کو سرگودھا کے لیے مینیجر/ڈپٹی مینیجر کسٹمر سروسز اور لاہور کے لیے ایڈمن اینڈ ایگزیکٹو کوآرڈینیٹر ٹو سی ای او/ڈائریکٹر کی خالی آسامیوں کے لیے درخواستیں مطلوب ہیں۔

10۔ فاسٹ نیشنل یونیورسٹی کو لاہور کیلئے لیب اسسٹنٹ کی ضرورت ہے۔ ایسے افراد جنہوں نے فرسٹ ڈویژن کے ساتھ الیکٹرونکس یا متعلقہ فیلڈ میں B.E + D.A.E پاس کیا ہو اور 3 سال کا تجربہ رکھتے ہوں، اپلائی کرنے کے اہل ہیں۔

نوٹ: اشتہارات کی تفصیل کیلئے 18 مئی 2014ء کا اخبار روزنامہ جنگ لاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت وتجارت)

تبدیلی نام

۞ مکرمہ امۃ الحی صاحبہ بیوہ مکرم بشراللہ خاں صاحب ساکن محلّہ ڈیرہ منڈاں ڈوہٹہ عظمت تحصیل پنڈی بھٹیاں ضلع حافظ آباد حال دارالعلوم شرقی مسرور ربوہ تحریر کرتی ہیں کہ میں نے اپنا نام امتل بی بی زوجہ بشیر احمد خان سے تبدیل کر کے امۃ الحی زوجہ بشراللہ خاں رکھ لیا ہے۔ آئندہ مجھے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔ شکریہ

☆......☆......☆......☆

سانحہ ارتحال

مکرم طاہر احمد کاشف صاحب مربی سلسلہ دفتر وقف جدید ربوہ لکھتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ شمیم اختر صاحبہ اہلیہ مکرم بشارت احمد صاحب درویش مرحوم ٹورانٹو کینیڈا میں مورخہ 18 مئی 2014ء کو بعمر 76 سال وفات پا گئیں۔ آپ کی نماز جنازہ مورخہ 19 مئی کو بعد نماز مغرب مکرم لعل خان صاحب امیر جماعت کینیڈا نے مرکزی بیت میں پڑھائی۔ آپ 1996ء سے اپنے بڑے بیٹے کے پاس کینیڈا میں مقیم تھیں۔ آپ خداتعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں مورخہ 20 مئی 2014ء کو دوپہر 2 بجے آپ کی تدفین احمدیہ قبرستان ٹورانٹو کے قطعہ موصیان میں ہوئی۔ قبر تیار ہونے پر دعا مکرم امیر صاحب موصوف نے کرائی۔ مرحومہ کے والد مکرم اللہ رکھا صاحب کا تعلق گولیکی ضلع گجرات سے تھا۔ خاکسار کی والدہ کے دادا حضرت میاں جمال الدین صاحب آف ڈگری گھمناں سیالکوٹ رفیق حضرت مسیح موعود (بیعت 1903ء) کے ذریعہ احمدیت ہمارے خاندان میں آئی۔ والدہ صاحبہ پنجوقتہ نمازوں اور تہجد کی ادائیگی کرتیں۔ صدقہ وخیرات کثرت سے کرتیں۔ تحائف دینے کا بہت شوق تھا۔ ہر کام سے پہلے دعا، درود شریف اور ذکر الٰہی کی عادت تھی۔ آپ محبت کرنے والی، ملنسار اور صبر وحوصلہ والی خاتون تھیں۔ یکم دسمبر 2006ء کو اپنے خاوند کی وفات پر ہمت اور صبر سے کام لیا اور اولاد کو بھی اس کی تلقین کرتی رہیں۔ آپ نے پسماندگان میں سات بیٹے مکرم فرحت احمد ناصر صاحب لوکل امیر ٹورانٹو کینیڈا، مکرم رفعت احمد صاحب سیکرٹری تحریک جدید ضلع کوئٹہ، مکرم حافظ راحت احمد صاحب جنرل سیکرٹری ویانا آسٹریا، مکرم حافظ مبارک احمد صاحب مانچسٹر یوکے، مکرم رفاقت احمد صاحب نائب امیر ضلع کوئٹہ، مکرم صداقت احمد صاحب سابق صدر G11-2 اسلام آباد حال یوکے، خاکسار، دو بیٹیاں مکرمہ ثمینہ کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم خلیل احمد صاحب کوئٹہ اور مکرمہ روبینہ کوثر صاحبہ سیکرٹری دعوت الی اللہ وتحریک جدید لجنہ اماء اللہ ہارٹلے پول یوکے اہلیہ مکرم شیراز سلام کاسی صاحب یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین

وردہ فیبرکس گرمیوں کا تحفہ
لان شرٹ پیس صرف -/220 روپے میں حاصل کریں
چیمہ مارکیٹ بالمقابل الائیڈ بینک اقصیٰ روڈ ربوہ
0333-6711362

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ڈسکاؤنٹ مارٹ
پرفیومز، باڈی سپرے، فیشل، کاسمیٹکس کی وسیع رینج مناسب دام پر دستیاب ہے۔
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
0343-9166699, 0333-9853345

ضرورت ڈرائیور
جہلم میں ایک صنعتی ادارے کے لئے ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ عمر 35 سے 40 سال کے درمیان
اچھی تنخواہ بمعہ سہولیات
رابطہ: 0544-646580 & 646581

Cardiff Metropolitan University
Want to study in the UK?
Free information seminar and application opportunity
Meet Chris Kelly on
Monday 2nd June, 14.00 - 19.00
Pearl Continental Hotel, Board Room 'F'
The Mall Road, Lahore
For more information: cardiffmet.ac.uk
EducationConcern.Com67-C, Faisal Town, Lahore.
042-35177124 / 35162310 / 0302-8411770
info@educationconcern.com Skype: fdewdrop
EC Education Concern

SAHARA FOR LIFE TRUST UNO CERTIFIED NGO
سہارا شوگر فری ٹیسٹ کیمپ
سہارا لیبارٹریز کی طرف سے
مورخہ 25,26 اور 27 مئی کو صبح 6 بجے سے شام 6 بجے تک درج ذیل ٹیسٹوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے
1- شوگر -/~~150~~ ہر خاص وعام بڑے، بوڑھے، بچے، جوان اور خواتین کے لئے مکمل فری
2- کولیسٹرول + شوگر 250+150 = -/~~400~~ = -/250 روپے صرف
نوٹ تمام احباب وخواتین سے گزارش ہے کہ مندرجہ بالا ٹیسٹوں کیلئے صبح خالی پیٹ تشریف لائیں۔

3- F.F.T فرٹیلیٹی فنکشن ٹیسٹ = شادی شدہ اولاد سے محروم بھائیوں، بہنوں اور بیٹیوں کیلئے اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم کے ساتھ تشخیص کے بعد علاج سے اولاد کی نعمت سے فیض یاب ہو سکتے ہیں ~~7080~~ = ~~5060~~ = 2500 روپے صرف + شوگر فری
4- ALPHAFETOPROTIEN جگر کا کینسر = جگر کے کینسر جیسے جان لیوا اور موذی مرض کی ابتدائی تشخیص کیلئے ~~3100~~ = ~~1700~~ = 1000 روپے صرف + شوگر فری
5- CA-125 کینسر کی ابتدائی تشخیص = اگر آپکے جسم میں کہیں گلٹی، غدود، گلینڈ یا رسولی وغیرہ ہے یا محسوس کرتے ہیں تو اسکی ابتدائی تحقیق کیلئے اس ٹیسٹ کے ذریعہ معلوم کریں کہ کہیں خدانخواستہ یہ جان لیوا موذی مرض کینسر کی ابتدا تو نہیں۔ ~~4250~~ = ~~3000~~ = 1800 روپے صرف + شوگر فری
6- TFT تھائیورائیڈ فنکشن ٹیسٹ = چست زندگی گزارنے کیلئے یہ پتہ لگانا نہایت ضروری ہے کہ آپکے ہارمونز لیول بیلنس ہیں یا نہیں۔ کم یا زیادہ دونوں صورتوں میں علاج کروانا نہایت ضروری اور آسان ہے۔ ~~2750~~ = ~~2500~~ = 2000 روپے صرف + شوگر فری
7- Vit-D-Level = اگر آپ اعصابی تناؤ، تھکاوٹ، کام میں سست روی ہڈیوں میں تکلیف کا شکار ہیں تو اس ٹیسٹ کے ذریعہ معلوم کریں کے کہیں اسکی وجہ Vit-D کی کمی تو نہیں ~~3250~~ = ~~2650~~ = 2000 روپے صرف + شوگر ٹیسٹ فری
8- IGE الرجی = اگر آپ سکن الرجی، فیشل وغیرہ، میک اپ الرجی، خارش، خارش سے بننے والی سرخی، سوجن، خون کی حدت خارش سے جسم کا سرخ ہونا موسمی الرجی ڈسٹ الرجی کے شکار ہیں تو Ige لیول کے ذریعہ معلوم کریں کہ یہ کس حد تک ہے۔ ~~1950~~ = ~~1500~~ = 900 + شوگر ٹیسٹ فری
انٹرنیشنل سٹینڈرڈ لیبارٹریز کے مقابلہ میں ریٹ 40% سے 70% تک کم بیرون شہر سے ڈاکٹر صاحبان کے تجویز کردہ ٹیسٹ بھی پرفارم کئے جاتے ہیں۔
تمام ٹیسٹوں کی تشخیص بذریعہ خون کی جاتی ہے۔
اوقات کار صبح 8:00 بجے تا رات 10:00 بجے تک بروز جمعۃ المبارک 2:30 بجے تا 1:30 بجے وقفہ
Ph:0476215955
MOb:03336700829
03337700829
پتہ: نزد فیصل بنک گولبازار ربوہ

ربوہ میں طلوع وغروب 24 مئی

طلوع فجر	3:30
طلوع آفتاب	5:04
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	7:06

ایم ٹی اے کے اہم پروگرام

24 مئی 2014ء

1:20 am	دینی وفقہی مسائل
2:00 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 23 مئی 2014ء
3:20 am	راہ ھدیٰ
6:10 am	حضور انور کے اعزاز میں میلبورن میں استقبالیہ
7:10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 23 مئی 2014ء
8:20 am	راہ ھدیٰ
12:05 pm	جلسہ سالانہ یوکے 2012ء
1:55 pm	سوال وجواب
4:00 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 23 مئی 2014ء
6:00 pm	انتخاب سخن Live
9:00 pm	راہ ھدیٰ Live
11:25 pm	انصار اللہ یوکے اجتماع

گل احمد، Nishat، ڈیزائنر اور چکن نیز برانڈ لان دستیاب ہے
صاحب جی فیبرکس
ریلوے روڈ ربوہ: +92-476212310
www.sahibjee.com

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

طاہر آٹو ورکشاپ
ورکشاپ ٹیکسی سٹینڈ ربوہ
ہمارے ہاں پٹرول، ڈیزل EFI گاڑیوں کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے نیز تمام گاڑیوں کے جینئین اور کابلی سپیئر پارٹس دستیاب ہیں
فون: 0334-6360782,0334-6365114

SkyNetWorld WideExpress
آپ دنیا میں کہیں بھی اپنے اہم دستاویزات و پارسل کیلئے بہترین سروس
اور بڑے پارسلوں پر حیرت انگیز کمی
سکائی نٹ آفس اقصیٰ چوک مسرور پلازہ ربوہ
فون 047-6215744 موبائل 0334-6365127

FR-10